

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8?">



تحریر: مصطفیٰ علی فخری

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ، رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتویں جانشین اور ہمارے ساتویں امام ہیں۔ سلسلہ عصمت کی نویں کڑی ہیں۔

آپ کے والد گرامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور مادر گرامی حضرت بی بی حمیدہ خاتون ہیں جو مکتب جعفری کے تربیت یافتہ ہونے کے ناطے طہارت باطنی اور پاکیزگی روح کے اعلا درجات تک پہنچ گئی تھیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا : «حمیدة مصفاة من اللدناس کسبیکة الذهب ما زالت الاملاک تحرسها حتی ادیت الی کرامة من اللہ لی والحجة من بعدی» [1]

حمیدہ خالص سونے کی مانند آلودگیوں سے پاک ہیں مجھ تک پہنچنے تک فرشتے ہمیشہ ان کی حفاظت کرتے تھے یہ اللہ کی کرم ہے مجھ پر اور میرے بعد والی حجت پر ۔

امام محمد باقر علیہ السلام جناب حمیدہ خاتون کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: آپ دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ ہیں ۔

ولادت با سعادت :

ابوبصیر کہتا ہے کہ ہم حضرت امام صادق علیہ السلام کے ساتھ حج پہ جا رہے تھے جب ابواء کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ہمارے لئے ناشتے کا اہتمام کیا ہم ناشتہ کرنے میں مصروف تھے اتنے میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی زوجہ کی طرف سے ایک شخص خبر لے کر آیا کہ ان کی حالت خراب ہو گئی ہے اور درد زہ شروع ہو چکا ہے چونکہ آپ نے فرمایا تھا جلدی اس بارے میں خبر دوں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ علیہ السلام اسی وقت کھڑے ہو گئے اور اس شخص کے ساتھ زوجہ کے پاس چلے گئے تھوڑی دیر بعد واپس آگئے آپ کو شاد مان دیکھ کر ہم نے مبارکباد کہا اور زوجہ کی صحت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا : اللہ تعالیٰ نے حمیدہ کو سلامتی عطا کی ہے اور مجھے ایک بیٹا دیا ہے جو مخلوقات میں سب سے بہتر ہے میری زوجہ نے اس

بچہ کے بارے میں ایک مطلب مجھے بیان کیا اور گمان کر رہی تھی کہ مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میں اس بارے میں ان سے زیادہ جانتا ہوں۔

میں (ابو بصیر) نے اس مطلب کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "حمیدہ کہہ رہی تھی کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا تو ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی طرف بلند کیا" تو میں نے حمیدہ سے کہا یہ رسول خدا (ص) اور آپ کے بعد والے وصی کی نشانی ہے۔ [2]

اس طرح حضرت ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام ہفتم صفر المظفر سنہ 128ھ (بمطابق ۱۰ نومبر ۷۴۵ء) بروز ہفتہ سر زمین ابواء (مکہ اور مدینہ کے درمیان) میں پیدا ہوئے۔ [3] ولادت کے فوراً بعد ہی آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر آسمان کی طرف رخ کر کے کلمہ شہادتین زبان پر جاری فرمایا۔ یہ عمل آپ نے بالکل اسی طرح انجام دیا جس طرح آپ (ع) کے جد بزرگوار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انجام دیا تھا۔ آپ کے دہانے بازو پر یہ کلمہ "تمت کلمۃ ربك صدقا وعدلا" لکھا ہوا تھا۔

حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے القاب :

آپ کا نام موسیٰ کنیت: ابو الحسن اول، ابو الحسن ماضی، ابو ابراہیم، ابو علی، ابو اسماعیل اور آپ کے القاب: کاظم، عبد صالح، نفس زکیہ، زین المجتہدین، وفی، صابر، امین اور زاہر ہے۔ ابن شہر آشوب کہتے ہیں: چونکہ آپ اخلاق کریمہ کے ساتھ چمک گئے اس لئے «زاہر» اور چونکہ غصوں کو پی لیتے تھے اس لئے «کاظم» مشہور ہو گئے۔ [4]

ولادت سے امامت تک :

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے اجداد طاہرین کے مانند ولادت کے وقت سے ہی خاندان اہلبیت (علیہم السلام) میں ایک خورشید تابندہ کی طرح چمک رہے تھے دوران بچگی سے ہی آثار امامت آپ میں نمایاں تھیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی ولادت کے بعد شیعوں کو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے متعلق آگاہ فرمایا اور اس طرح فرمایا: «فعلقوا بابنی هذا المولود... فہو واللہ صاحبکم من بعدی»۔ میرے اس فرزند کے ساتھ لٹک جاو... اللہ کی قسم یہ میرے بعد تمہارے صاحب (امام) ہیں۔ [5]

یعقوب بن سراج کہتا ہے کہ "- ایک مرتبہ - میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ اپنے فرزند موسیٰ کے گھوارے کے پاس کھڑے ہیں اور آپ کا فرزند گھوارہ میں ہے امام علیہ السلام نے تھوڑی دیر ان کے ساتھ راز و گفتگو کی اور گفتگو تمام ہونے کے بعد میں قریب گیا تو مجھ سے فرمایا: اپنے مولا کے پاس جا کر سلام کرو۔ میں نے گھوارہ کے نزدیک جا کر سلام کیا تو موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے جبکہ گھوارے میں تھا اچھے انداز میں میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "جا کر اپنی بیٹی کیلئے کل جو نام (حمیرا) انتخاب کیا ہے تبدیل کرو پھر میرے پاس آجاؤ چونکہ اللہ تعالیٰ ایسا نام پسند نہیں کرتا" تو میں جاکر ان کا نام تبدیل کر دیا۔ [6]

ابن حجر الہیتمی، الصواعق المحرقة میں کہتا ہے: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے زمانے کے لوگوں میں بہت بڑے عابد تھے [7] أبو الفرج کہتا ہے: ان کی عبادت ان کی کوشش ان کی محنت کی وجہ سے ان کو (عبد صالح) کہا جاتا تھا۔ [8]

ذہبی لکھتا ہے: «قد کان موسیٰ من أجواد الحكماء و من العباد الأتقیاء» (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سخاوت مند حکماء اور خدا کے پرہیزگار بندوں میں سے تھے)۔ [9] تاریخ یعقوبی میں آیا ہے: «کان موسیٰ بن جعفر من اشد الناس عبادة»

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے زمانے کے عابد ترین شخص تھے۔ [10] جمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (مطالب السوال) کتاب میں اس طرح لکھتے ہیں: ان کی عبادت مشہور اور خدا کی اطاعت و عبادت میں محتاط اور ملازم تھے۔ شب کو سجدے میں اور صبح کو قیام کی صورت میں گزارتے تھے روز کو صدقہ اور روزے سے تمام کرتے تھے۔ [11]

شفیق بلخی کہتا ہے: سنہ ۱۴۹ھ قمری میں حج کے انجام کے لئے نکلا اور قادسیہ پہنچا وہاں میں نے بہت بڑی جمعیت کو دیکھا جو حج انجام دینے کے لئے جانے کو آمادہ تھے جس میں ایک خوبصورت گندمی رنگ کے جوان کو دیکھا جو کمزور تھا اپنے لباس کے اوپر پشمی لباس پہنے ہوئے تھا اور اپنے پاؤں میں نعلین پہنے کنارے بیٹھا ہوا تھا میں نے اپنے آپ سے کہا یہ جوان صوفیوں میں سے ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ راستہ بھر اس کو اپنے سر پر بٹھائے رہیں۔

اس کے نزدیک گیا جیسے ہی اس کی نگاہ مجھ پر پڑی انہوں نے فرمایا کہ «شفیق! اجْتَنِبُوا کَثِیراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ» مجھ کو وہیں پر چھوڑ دیا اور اپنے راستے پر چلنے لگے، اپنے راستے ہو لئے میں نے اپنے آپ سے کہا یہ بہت بڑی بات ہے اتنا بڑا کام انجام دیا وہ میرے دل کے اندر کی خبر دے رہا ہے اور میرا نام بھی جانتا ہے یہ بہت ہی نیک اور صالح، خدا کا بندہ ہے میں خود اس کے پاس پہنچوں گا اور اس سے عذر خواہی کروں گا جتنی بھی جلدی کر سکا کہ ان تک پہنچ جاؤں مگر نہیں پہنچ سکا وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے تھے۔ جب میں واقعہ پہنچا تو دیکھا وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں ان کے جسم کے تمام اعضاء و جوارح لرز رہے تھے اور آنکھوں سے اشک جاری تھا۔ میں نے خود سے کہا یہ وہی شخص ہے میں جاتا ہوں اور ان سے معافی مانگتا ہوں۔ میں کھڑا رہا تاکہ ان کی نماز تمام ہو جائے میں ان کی طرف گیا۔ جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا فرمانے لگے شفیق! اس آیت کو پڑھو: وَ إِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدَى» پھر مجھے چھوڑ کر وہ اپنے راستے ہو لئے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا یہ جوان کوئی بہت بزرگ اور صوفی ہے۔ یہ دوسری مرتبہ ہے کہ اس نے میرے دل کے اندر کی خبر دی ہے۔ جب منزل زبالہ پہنچے، تو دیکھا کہ کنواں کے کنارے ہاتھ میں کوزہ لئے کھڑے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کنویں سے پانی نکالیں۔ کوزہ ہاتھ سے چھوٹ کر کنویں میں گر جاتا ہے وہ حضرت آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہتے ہیں:

انت ربی اذا ظمئت الی الماء و قوتی اذا اردت الطعام انت

خدایا اس کوزے کے علاوہ میرے پاس کوزہ نہیں ہے اس کو میرے پاس واپس کر دے۔

اس وقت میں نے دیکھا کنویں کا پانی اوپر آیا ہاتھ بڑھا کر کوزے کو پانی سے بھر کر باہر نکالا۔ وضو کیا اور چار

رکعت نماز پڑھی ۔ اس کے بعد ریت کے ٹیلے کے پیچھے گئے ، اور اس ریت کو ہاتھوں سے کوزے میں ڈالا اور کوزے کو ہلا کر پی جاتے تھے ۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام عرض کی انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا ۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی خدا نے جو آپ کو زیادہ غذا عنایت کی ہے مجھ کو بھی اس سے مستفید فرمائیں ۔ انہوں نے فرمایا : شفیق مسلسل خدا کے ظاہری و باطنی نعمتیں ہمارے شامل حال ہیں ۔ خدا کے لئے حسن ظن رکھو کوزے میری طرف بڑھایا میں نے کوزے کا پانی پیا دیکھا اس میں خوشبو دار میٹھا شربت ہے ۔ خدا کی قسم میں نے کبھی اس سے لذیذ اور خوشبو تر نہیں کھایا تھا اور نہیں پیا تھا ۔ سیر بھی ہو گیا اور پیاس بھی ختم ہو گئی ۔ یہاں تک کہ کچھ روز تک بھوک ہی نہیں لگی اور نہ پانی پینے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اس کے بعد ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا ۔ اتفاق سے ایک رات میں نے ان کو دیکھا آدھی رات ہے اور وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں ۔ اور تمام خشوع و خضوع کے ساتھ آنکھوں سے آنسو جاری ہے ۔ اس طرح وہ صبح تک تھے ۔ یہاں تک کہ اذان صبح ہوئی ، اور نماز کے لئے بیٹھے اور تسبیح خدا کرنی شروع کر دی اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھے اور نماز صبح پڑھی ۔ سات مرتبہ خانہ خدا کا طواف کیا اور مسجد حرام کی طرف سے باہر چلے گئے ۔ میں ان کے آگے بڑھا ۔ تو دیکھا کہ ضرورت مند اور محتاج ان کے پاس حلقہ کئے ہوئے جمع ہیں ۔ اور بہت سارے غلام ان کی خدمت میں تیار ہیں ۔ اور ان کے حکم کے منتظر ہیں ۔ ان تمام چیزوں کو اس کے خلاف دیکھ رہا ہوں جو پہلے دیکھ چکا تھا ۔ نزدیک اور دور سے لوگ پہنچ کر ان کو سلام کر رہے ہیں ۔ ایک آدمی جو ان سے بہت قریب تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں اس نے کہا : یہ موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں ۔ تب میں نے کہا : تب تو اس طرح کے تعجب اور حیرت انگیز کام ان بزرگوار سے ہی ہونگے ۔ [12]

حضرت امام کاظم علیہ السلام کے ہم عصر خلفاء:

آپ کا دور امامت چار ظالم عباسی خلفاء کے ساتھ رہا یعنی (منصور، مہدی، ہادی او رہارون الرشید)۔

1- منصور دوانیقی (۱۳۶/ ۱۵۸ ہ):

148ھ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت ہوئی اس وقت سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بذاتِ خود فرائض امامت کے ذمہ دار ہوئے اس وقت سلطنت عباسیہ کے تخت پر منصور دوانیقی بیٹھا تھا۔ یہ وہی ظالم بادشاہ تھا جس کے ہاتھوں لاتعداد سادات مظالم کا نشانہ بن چکے تھے اور تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے یا دیواروں میں چنوا دیئے یا قید رکھے گئے تھے ۔ خود امام جعفر صادق علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی جاچکی تھیں اور مختلف صورتوں سے تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں یہاں تک کہ منصور ہی کا بھیجا ہوا زہر تھا جس سے اب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے اس کے بعد دس برس تک منصور زندہ رہا لیکن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کوئی تعرض نہیں کیا اور آپ مذہبی فرائض امامت کی انجام دہی میں امن و سکون کے ساتھ مصروف رہے ۔ یہ بھی تھا کہ اس زمانے میں منصور شہر بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا جس سے 157ھ میں یعنی اپنی موت سے صرف ایک سال پہلے اسے فراغت ہوئی ۔ اس لئے وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق کسی ایذا رسانی کی طرف متوجہ نہیں ہوا ۔

2- مہدی عباسی (۱۵۸/ ۱۵۹ ہ):

158ھ کے آخر میں منصور دوانقی دنیا سے رخصت ہوا تو اس کا بیٹا مہدی تخت سلطنت پر بیٹھا شروع میں تو اس نے بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی عزت و احترام کے خلاف کوئی برتاؤ نہیں کیا مگر چند سال کے بعد پھر وہی بنی فاطمہ کی مخالفت کا جذبہ ابھرا اور 164ھ میں جب وہ حج کے نام پر حجاز کی طرف آیاتو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اپنے ساتھ مکہ سے بغداد لے گیا اور قید کر دیا۔ ایک سال تک حضرت اس کی قید میں رہے۔ پھر اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور حضرت کو مدینہ کی طرف واپسی کا موقع دیا گیا۔ مہدی نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اعلان کیا کہ حکومت پر جس کسی کا کوئی حق ہو وہ اپنا حق لے سکتا ہے۔ اس نے بظاہر لوگوں کے حقوق ادا کرنا شروع کر دیئے۔ امام موسیٰ کاظم نے بھی اپنے حق کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر خلیفہ مہدی عباسی اور امام کے درمیان یہ مکالمہ ہوا:

خلیفہ: آپ کا حق کیا ہے؟

امام: فدک۔

خلیفہ: فدک کی حدود معین کر دیں تاکہ میں آپ کو واپس کر دوں۔

امام: اس کی پہلی حد کوہ احد، دوسری حد مصر کا عریش، تیسری حد سیف البحر (دریائے خزر) اور چوتھی حد دومتہ الجندل (عراق) ہے۔

خلیفہ: یہ سب؟!

امام: ہاں۔

خلیفہ کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا اور وہ چلایا: یہ بہت زیادہ ہے۔ ہمیں سوچنا پڑے گا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے دراصل اسے یہ سمجھا دیا کہ حکومت امام کا حق ہے اور دنیائے اسلام کی حکومت کی باگ ڈور اہلبیت علیہم السلام کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔

ایک مرتبہ مہدی جو اپنے زمانے کا حاکم تھا مدینہ آیا اور امام موسیٰ کاظم سے مسئلہ تحریم شراب پر بحث کرنے لگا وہ اپنے ذہن ناقص میں خیال کرتا تھا کہ معاذ اللہ اس طرح امام کی رسوائی کی جائے لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ وارث باب مدینتہ العلم ہیں چنانچہ امام سے سوال کرتا ہے کہ آپ حرمت شراب کی قرآن سے دلیل دیجیے امام نے فرمایا ”خداوند سورہ اعراف میں فرماتا ہے اے حبیب! کہہ دو کہ میرے خدا نے کار بد چہ ظاہر چہ مخفی و اثم و ستم بنا حق حرام قرار دیا ہے اور یہاں اثم سے مراد شراب ہے“ امام یہ کہہ کر خاموش نہیں ہوتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں خداوند نیز سورہ بقرہ میں فرماتا ہے اے میرے حبیب! لوگ تم سے شراب اور قمار کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ یہ دونوں بہت عظیم گناہ ہے اسی وجہ سے شراب قرآن میں صریحاً حرام قرار دی گئی ہے مہدی، امام کے اس عالمناہ جواب سے بہت متاثر ہوا اور بے اختیار کہنے لگا ایسا عالمانہ جواب سوائے خانوادہ عصمت و طہارت کے کوئی نہیں دے سکتا۔

3- ہادی (۱۵۹ / ۱۷۰):

مہدی کے بعد اس کا بھائی ہادی 192ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور صرف ایک سال ایک مہینے تک اُس نے حکومت کی۔ اس کے بعد ہارون رشید کا زمانہ آیا جس میں پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو آزادی کے ساتھ سانس لینا نصیب نہیں ہوا

4- ہارون رشید (۱۷۰ / ۱۹۳):

ہارون رشید (پانچواں عباسی خلیفہ) کی اہل بیت اطہار کے ساتھ شدید دشمنی ناقابل انکار تھی، اولاد فاطمہ زہراء(س) اور ذریات علی(ع) پر مظالم ڈھانے میں کوئی کمی نہ کی، وہ چونکہ عباسی حاکموں میں سے زیادہ جنایت کار اور ظالم تھا، لوگوں کا امام موسیٰ کاظم (ع) کے نسبت احترام اور امام کا معنوی مقام دیکھنا برداشت نہیں ہوتا اور اس سے بہت پریشان رہتا تھا،

دلوں پر حکومت:

ایک دن خانہ کعبہ کے نزدیک ہارون الرشید نے امام کاظم سے ملاقات کی اور دورانِ گفتگو امام سے کہا: ”کیا آپ ہی وہ ہیں جن سے لوگ خفیہ طور پر بیعت کرتے ہیں اور آپ کو اپنا رہبر قرار دیتے ہیں؟“ امام نے کمالِ شجاعت سے فرمایا: انا امام القلوب و انت امام الجسوم۔ میں دلوں پر حکومت کرتا ہوں اور تم جسموں پر۔

ایک مرتبہ امام کاظم ہارون کے محل میں تشریف لے گئے۔ ہارون نے پوچھا: یہ دنیا کیا ہے؟ فرمایا: یہ فاسقوں کا ٹھکانہ ہے۔ اس کے بعد سورہ اعراف کی آیت ۱۴۶ کی تلاوت کر کے ہارون کو خبردار کیا کہ: ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق و ان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بها و ان یروا سبیل الرشید لایتخذوه سبیلاً و ان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلاً۔ ترجمہ: میں عنقریب اپنی آیتوں کی طرف سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو روئے زمین میں ناحق اکڑتے پھرتے ہیں اور یہ کسی بھی نشانی کو دیکھ لیں ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ ہدایت کا راستہ دیکھیں گے تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں گے اور گمراہی کا راستہ دیکھیں گے تو اسے فوراً اختیار کر لیں گے۔

ہارون نے پوچھا: دنیا کس کا گھر ہے؟

فرمایا: دنیا ہمارے شیعوں کے لئے جائے سکون اور دوسروں کے لئے آزمائش ہے۔

اس گفتگو کے آخر میں ہارون نے تنگ آکر پوچھا: کیا ہم کافر ہیں؟

امام نے فرمایا: نہیں، لیکن ایسے ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے: الذین بدلوا نعمت اللہ کفرًا و احلّوا دار البوار۔ ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفرانِ نعمت سے تبدیل کر دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کی منزل تک پہنچا دیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرزند رسول اللہ :

ہارون الرشید ایک مرتبہ مدینہ آیا اور ایک بڑی تعداد میں لوگوں کے ساتھ حرمِ نبوی میں پہنچا۔ اس نے قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر بڑے فخر کے ساتھ اس طرح سے سلام کیا: السلام علیک یا بنِ عمّ۔ (یعنی اے میرے چچا کے بیٹے آپ پر سلام ہو)۔ اس موقع پر امام کاظم بھی وہاں موجود تھے، آپؑ نزدیک تشریف لائے اور غاصب خلیفہ کو اس کی اوقات یاد دلانے کے لئے اس طرح سے سلام کیا: السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا آہ۔ (یعنی سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول! سلام ہو آپ پر اے بابا)۔ ہارون یہ سن کر سخت ناراض ہوا اور دنیا اس کی نظروں میں تاریک ہو گئی، کیونکہ امام نے اس طرح سے جانشینی رسول کے لئے اپنے حق کو اور ہارون رشید کی نالائقی کو ثابت کر دیا تھا۔

دربار ہارون میں امام کا نفوذ:

علی بن یقطین ہارون الرشید کا وزیر ہے یہ مملکت کا دوسرا ستون ہے۔ لیکن شیعہ ہے۔ تقیہ کی حالت میں

زندگی بسر کر رہا ہے۔ ظاہر میں ہارون کا کارندہ ہے لیکن پس پردہ امام امام موسیٰ علیہ السلام کے پاک و پاکیزہ اہداف کی ترجمانی کرتا ہے۔ دو تین مرتبہ علی بن یقطین کے خلاف خلیفہ کو رپوٹ پیش کی گئی لیکن امام علیہ السلام نے اسے قبل از وقت بتا دیا اور اس کو ہو شیار رہنے کی تلقین کی جس کی وجہ سے علی بن یقطین حاکم وقت کے شر سے محفوظ رہا۔ ہارون کی حکومت میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو امام علیہ السلام کے بیحد عقیدت مند تھے۔ لیکن حالات کی وجہ سے امام علیہ السلام سے رابطہ نہیں رکھ سکتے تھے۔

اہواز کا رہنے والا ایک ایرانی شیعہ کہتا ہے کہ حکومت وقت نے مجھ پر بہت زیادہ ٹیکس عائد کر دیا تھا۔ ادائیگی کی صورت ہی میں مجھے چھٹکارا مل سکتا تھا۔ اتفاق سے انہیں دنوں میں اہواز کا گورنر معزول ہو گیا۔ نیا گورنر آیا مجھے خوف تھا کہ اس نے آتے ہی مجھ سے ٹیکس کا مطالبہ کرنا ہے۔ میری فائل کھل گئی تو میرا کیا بنے گا؟ لیکن میرے بعض دوستوں نے مجھ سے کہا کہ گھبراؤ نہیں نیا گورنر اندر سے شیعہ ہے اور تم بھی شیعہ ہو۔ ان کی باتوں کو سن کر مجھے قدرے دلی سکون ہوا۔ لیکن مجھ میں گورنر کے پاس جانے کی ہمت نہ تھی۔

میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ مدینہ جا کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا رقعہ لے آؤں (اس وقت آقا گھر پر تھے) میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ آپ نے تین چار جملے تحریر فرمائے جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ ہمارا حکم ہے کہ اس مرد مومن کی مشکل حل کی جائے۔ آخر میں آپ نے لکھا کہ مومن کی مشکل کو حل کرنا اللہ کے نزدیک بہت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ وہ خط لے کر چھپتے چھپاتے اہواز آیا۔ اب مسئلہ خط پہنچانے کا تھا۔ چنانچہ میں رات کی تاریکی میں بڑی احتیاط کے ساتھ گورنر صاحب کے گھر پہنچا۔ دق الباب کیا۔ گورنر کا نوکر باہر آیا میں نے کہا اپنے صاحب سے کہہ دو کہ ایک شخص موسیٰ ابن جعفر (ع) کی طرف سے آپ کو ملنے آیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ گورنر صاحب فوری طور پر خود دروازے پر آگئے۔ سلام و دعا کے بعد آنے کی وجہ پوچھی میں نے امام علیہ السلام کا خط اس کو دے دیا۔ اس نے خط کو کھول کر اپنی آنکھوں پر لگایا اور آگے بڑھ کر مجھے گلے لگایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد مجھے اپنے گھر میں لے گیا۔ اور مجھے کرسی پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گیا۔ بولا کیا تم امام علیہ السلام کی خدمت اقدس سے ہو کر آئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں پھر گورنر بولا کی آپ نے انہیں آنکھوں سے امام علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر کہا آپ کی پریشانی کیا ہے؟ میں نے اپنی مجبوری بتائی۔ آپ نے اسی وقت افسروں کو بلایا اور میری فائل کی درستگی کے آرڈر جاری کیے۔ چونکہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مومن کو خوش کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو تی ہے گورنر صاحب جب میرا کام کرچکے تھے تو مجھ سے بولے ذرا ٹھر جاؤ میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میرے پاس جتنا سرمایہ ہے اس کا آدھا حصہ آپ کو دیتا ہوں، میری آدھی رقم اور میرا آدھا سرمایہ آپ کا ہے۔ وہ مومن روایت کرتا ہے کہ ایک تو میری بہت بڑی مشکل حل ہو چکی تھی دوسرا گورنر صاحب نے مجھے امام علیہ السلام کی برکت سے مالا مال کر دیا تھا۔ میں گورنر کو دعائیں دیتا ہوا گھر واپس آگیا۔ ایک سفر پہ میں امام (ع) کی خدمت اقدس میں گیا تو سارا ماجرہ عرض کیا آپ علیہ السلام سن کر مسکرا دیئے اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

مسند خلافت کے واقعی حقدار :

مورخین نے مامون سے نقل کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ اپنے بابا کے ہمراہ حج پر گیا اس وقت میں بچہ تھا سب لوگ بابا سے ملنے کیلئے آجار ہے تھے۔ خاص طور پر علماؤ، مشائخ اور زعمائے ملت کی خلیفہ وقت کے ساتھ خصوصی میٹنگیں تھیں۔ بابا کا حکم تھا کہ جو بھی آئے سب سے پہلے اپنا تعارف خود کروائے، یعنی اپنا نام تمام شجرہ نسب بیان کرے تاکہ خلیفہ کو معلوم ہو کہ یہ قریش سے ہے یا غیر قریش ہے۔ اگر انصار میں سے ہے تو خرزی قبیلہ سے ہے یا اوسی قبیلہ سے۔ سب سے پہلے نوکر اطلاع کرتا کہ آپ کو فلاں شخص، فلاں کا بیٹا ملنے آیا ہے۔ ایک روز نوکر آیا اس نے بابا سے کہا کہ آپ سے ایک نوجوان ملنے آیا ہے، اور کہتا ہے کہ وہ موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی ابن ابی طالب (ع) ہے۔ اس نے اتنا ہی کھنا تھا کہ میرا بابا اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ ان سے کہو کہ تشریف لے آئیں۔ پھر بولا کہ ان کو سواری سمیت آنے دیا جائے اور ہمیں حکم دیا کہ اس عظیم القدر شہزادے کا استقبال کیا جائے۔ جب ہم استقبال کیلئے گئے تو دیکھا کہ عبادت وتقویٰ کے آثار آپ کی پیشانی سے جھلک رہے تھے۔ چہرہ اقدس پر نور ہی نور تھا۔ ان کو دیکھتے ہی ہر انسان نجوبی سمجھ جاتا تھا کہ یہ نوجوان انتہائی پرہیزگار اور متقی شخص ہے۔ بابا نے دور سے زور سے آواز دی کہ آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ سواری سمیت آئیں۔ وہ نوجوان چند قدم سواری سمیت آیا ہم جلدی سے دوڑے اور اس کی رکاب پکڑ کر اس کو نیچے اتارا۔ انہوں نے انتہائی شائستگی و متانت سے سب کو سلام کیا۔ بابا نے ان کا بہت زیادہ احترام کیا ان کی اور ان کے بچوں کی خیر خیریت دریافت کی۔ پھر پوچھا کوئی مالی پریشانی تو نہیں ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا الحمد للہ میں اور میرے اہل و عیال سب ٹھیک ہیں۔ اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔ جب وہ جانے لگے تو بابا نے ہم سے کہا جاؤ ان کو گھوڑے پر سوار کراؤ۔

جب میں ان کے قریب گیا تو آہستگی سے مجھ سے کہا کہ تم ایک وقت خلیفہ بنو گے میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ میری اولاد سے برا سلوک نہ کرنا۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ کون ہیں۔ واپس آیا میں تمام بھائیوں کی نسبت زیادہ جرات مند تھا۔ موقع پا کر بابا کے پاس آیا اور کہا کہ جس کا آپ اتنا زیادہ احترام کر رہے تھے وہ تھا کون؟ بابا مسکرا کر کہنے لگے بیٹا اگر تو سچ پوچھتا ہے تو جس مسند پر ہم بیٹھے ہیں یہ ان ہی کی تو ہے۔ میں نے کہا کیا آپ جو کہہ رہے ہیں دل سے کہہ رہے ہیں؟ بابا نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا پس خلافت ان کو دے کیوں نہیں دیتے؟ کہا کیا تو نہیں جانتا کہ "الملک عقیم"؟ تو میرا بیٹا ہے اگر مجھے پتا چلے کہ میری حکومت کے خلاف تیرے دل میں فطور پیدا ہوا ہے اور تو میرے خلاف سازش کرنا چاہتا ہے تو تیرا سر قلم کر دوں گا۔ وقت گزرتا رہا ہارون لوگوں کو انعامات سے نوازتا رہا۔ پانچ ہزار سرخ دینار ایک شخص کی طرف اور چار ہزار دینار کسی دوسرے شخص کی طرف۔ میں نے سمجھا کہ بابا جس شخصیت کا حد سے زیادہ احترام کر رہے تھے ان کی طرف بھی زیادہ مقدار میں بھیجیں گے لیکن اس نے ان کی طرف سے سب سے کم رقم ارسال کی یعنی دوسو دینار۔ میں نے وجہ پوچھی تو بابا نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ یہ ہمارے رقیب ہیں سیاست کا تقاضا یہ ہے کہ یہ ہمیشہ تنگدست رہیں۔ ان کے پاس پیسہ نہ ہو کیونکہ اگر ان کے پاس دولت آگئی تو ممکن ہے ایک لاکھ تلوار کے ساتھ تمہارے بابا کے خلاف انقلاب برپا کر دیں۔

امام علیہ السلام مختلف زندانوں میں:

آخر کار سن 179 ھ کو رمضان کے مہینے میں ہارون رشید، عمرہ کرنے کیلئے مکہ میں داخل ہوا اور وہاں سے مدینہ چلا گیا اور امام موسیٰ کاظم (ع) کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈالنے کا حکم صادر کیا، اس وقت امام موسیٰ کاظم (ع) اپنے جد گرامی رسول خدا کے روضے میں نماز و دعا میں مشغول تھے اور وہیں پر ہارون رشید

کے سپاہیوں نے امام (ع) کو گرفتار کر کے ہارون کے پاس لے گئے۔

ہارون رشید نے حکم دیا کہ امام موسیٰ کاظم کو ہتھکڑیاں اور بیڈیاں پہنا کر عراق کے زندان میں منتقل کیا جائے اور لوگوں کی مخالفت سے بچنے اور انکو گمراہ کرنے کیلئے دو محمل بنائے گئے ایک کو بغداد کی طرف اور دوسرے کو بصرہ کی طرف روانہ کیا گیا، امام (ع) کو بصرہ میں رکھا گیا ہارون کے سپاہیوں نے 7 ذیحجہ سن 179 ھ کو بصرہ میں امام (ع) کو ہارون رشید کے چچیرے بھائی عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانقی کے تحویل میں دے دیا اور اس نے آنحضرت کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں قیدی بنائے رکھا اور پہلے پہلے امام کے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ رفتار کرتا تھا مگر جب امام (ع) کی عبادت اور راز و نیاز کا حال مشاہدہ کیا تو امام کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنے لگا اور ہارون کو لکھا کہ امام کو اس کے گھر سے نکال لیں اگر ایسا نہ کیا تو میں امام کو آزاد کر لوں گا ہارون نے مجبور ہو کر امام کو وہاں سے نکالنے اور بغداد میں فضل بن ربیع کے قید خانے میں رکھنے کا حکم صادر کیا، جس دوران امام کو فضل بن ربیع کے قید خانے میں تھے ہارون نے اسے امام کو شہید کرنے کو کہا مگر وہ ایسا کرنے سے کتراتا رہا،

ہارون نے امام کو فضل بن ربیع کے قید خانے سے نکلوا کر فضل بن یحییٰ برمکی کے گھر میں قیدی بنائے رکھنے اور امام کو شہید کرنے کو کہا لیکن اس نے بھی ایسا کرنے کی جرئت نہ کی بلکہ امام کے نسبت زیادہ سے زیادہ احترام اور اکرام کرنے لگا، ہارون فضل کے ایسے رفتار سے اس پر خفا ہوا اور حکم دیا کہ فضل کو سو کوڑے مار کر تمام عہدوں سے برکنار کیا جائے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو سندی بن شاہک کے زندان میں منتقل کیا گیا اور وہاں پر اس نے مسلسل امام پر شکنجہ اور اذیتیں کرتا رہا

یہ انتہائی ظالم اور سفاک آدمی تھا اور مسلمان بھی نہ تھا، اس لیے امام علیہ السلام کے بارے میں اس کے دل میں ذرا بھر رحم نہ تھا۔ اس لئے امام علیہ السلام پر سختی کی جانے لگی اس کے بعد میرے آقا نے کسی لحاظ سے سکون نہیں دیکھا۔ مرزا دبیر کہتے ہیں:

مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی۔

زندان میں جوانی و پیری گزر گئی

ہارون کا امام علیہ السلام سے تقاضا:

امام علیہ السلام کے زندان میں آخری دن تھے، یہ تقریباً شہادت سے ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے۔ ہارون نے یحییٰ برمکی کو امام علیہ السلام کے پاس بھیجا اور انتہائی نرم اور ملائم لہجہ کے ساتھ اس سے کہا کہ میری طرف سے میرے چچا زاد بھائی کو سلام کہنا اور ان سے یہ بھی کہنا کہ ہم پر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ بے قصور ہیں آپ کا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن افسوس کہ میں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اس کو توڑ نہیں سکتا۔ میری قسم یہ کہ جب تک آپ اپنے گناہ کا اعتراف نہ کریں گے اور مجھ سے معافی نہیں مانگیں گے تو آپ کو آزاد نہیں کروں گا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے آپ صرف یحییٰ کے سامنے اعتراف جرم کر لیں۔ میرے سامنے معافی مانگنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اعتراف جرم کے وقت بہت سے لوگ موجود ہوں میں تو صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ اپنی قسم نہ توڑوں۔ آپ یحییٰ برمکی کے سامنے اعتراف گناہ کر لیں اور صرف اتنا کہہ دیں کہ معافی چاہتا ہوں، میں نے غلطی کی ہے مجھے معاف کر دیجئے تو میں آپ کو آزاد کر دوں گا۔ اس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئے اور میں آپ کی ہر طرح کی خدمت کروں گا۔

اب اس استقامت کوہ گراں کی طرف دیکھئے۔ یہ شفیع روز جزاء کیوں ہیں؟ یہ شہید کیوں ہو جاتے ہیں؟ یہ ایمان اور اپنے نظریہ کی پختگی کی وجہ سے شہید کیے گئے اگر یہ سب آئمہ اپنے موقف کو بدل دیتے اور حکام وقت کی ہاں میں ہاں ملاتے تو ہر طرح کا آرام و سکون حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن رات اور دن اور حق و باطل، روشنی اور تاریکی، سچ اور جھوٹ ایک جگہ پر جمع نہیں ہوسکتے۔ بھلا امام وقت کسی حاکم وقت کے ساتھ کس طرح سمجھوتہ کر سکتا ہے؟! آپ نے یحییٰ کو جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ ہارون سے کہہ دینا کہ میری زندگی کے دن ختم ہو چکے ہیں اس کے بعد تو جان اور تیرا کام جانے۔ ہم نے جو کرنا تھا وہ کرچکے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت :

کئی سالوں کی اذیت اور آزار کے بعد ہارون کے حکم سے امام کوانگور یا خرمے میں زہر ملا کر 25 رجب سن 183 ہ کو شہید کیا گیا،

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد سندی بن شاہک نے بغداد کے بزرگوں قاضیوں اور فقہا کو فریب کارانہ انداز میں بلا کر امام کا جسد مبارک دکھلا کر کہا کہ آپ مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ امام پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوئی ہے بلکہ طبیعی طور پر آنحضرت کی موت واقع ہوئی ہے اور امام کے پیکر پاک کو بغداد کے پل پر رکھ کر آواز دیتا تھا کہ لوگو دیکھو یہ ہے موسیٰ ابن جعفر، جو دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام کفن و دفن اور نماز کے لئے مدینہ منورہ سے با اعجاز پہنچ گئے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کو سپرد خاک فرمایا۔

تدفین کے بعد امام علیہ السلام مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔ جب مدینہ والوں کو آپ کی شہادت کی خبر ملی تو کہرام برپا ہو گیا۔ نوحہ و ماتم اور تعزیت کا سلسلہ مدتوں جاری رہا۔

امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام کے حکمت آمیز اقوال:

- صالح افراد کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا فلاح اور بہبود کی طرف دعوت دیتا ہے۔ علماء کا ادب کرنا عقل میں اضافہ کا سبب ہے۔
- جو شخص اپنے غیظ و غضب کو لوگوں سے روکے تو قیامت میں خدا اس کو اپنے غضب سے محفوظ رکھے گا۔
- معرفت الہی کے بعد جو چیزیں انسان کو سب سے زیادہ خدا سے نزدیک کرتی ہیں وہ نماز، والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ، حسد نہ کرنا، خود پسندی سے پرہیز کرنا، فخر و مباہات سے اجتناب کرنا۔
- مخلوقات کا نصب العین اطاعت پروردگار ہے۔ اطاعت کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ اطاعت علم کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ علم عقل کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ علم تو بس عالم ربانی کے پاس ہے۔ عالم کی معرفت اس کی عقل کے ذریعہ سے ہے۔
- تمہارے نفس کی قیمت تو بس جنت ہے۔ پس اپنے کو جنت کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلے نہ فروخت کرو۔
- نعمت اس شخص کے پاس رہتی ہے جو میانہ روی اور قناعت کو اپناتا ہے۔ اور جو شخص بے جا مصرف اور اسراف کرتا ہے تو اس سے نعمت دور ہوجاتی ہے۔
- امانت داری اور سچائی رزق مہیا کرتے ہیں۔ خیانت اور جھوٹ فقر اور نفاق پیدا کرتے ہیں۔
- عاقل وہ ہے جسے رزق حلال شکر سے باز نہیں رکھتا اور نہ کبھی حرام اس کے صبر پر غالب آتا ہے۔

- علی بن یقطين سے فرماتے ہیں: ظالم بادشاہ کی نوکری کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے ساتھ احسان کرو۔
- جو شخص حمد و ثنائے پرور دگار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے بغیر دعا مانگتا ہے وہ بالکل اس شخص کے مانند ہے جو بغیر ہدف کے تیر چلائے۔
- غور فکر کرنا نصف راحت ہے اور لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے کیوں کہ لوگ تمہیں تمہارے عیوب سے آگاہ کریں گے۔ اور یہی لوگ تمہارے حقیقی مخلص ہیں۔
- وہ شخص ہم سے نہیں ہے (ہمارا دوست نہیں ہے) جو اپنی دنیا کو دین کے لئے ترک کر دے یا اپنے دین کو دنیا کے خاطر ترک کر دے۔
- **لیس منا من لم يحاسب نفسه كل يوم** ”جو شخص ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
- ”ایک ان تمنع فی طاعت اللہ، فتتفق مثلیہ فی معصیۃ اللہ“ اطاعت خدا میں مال خرچ کرنے سے پرہیز نہ کرو، ورنہ دو برابر خدا کی معصیت میں خرچ ہو جائے گا۔
- ”ان الزرع ینبت فی السہل و لا ینبت فی الصفا فکذاک الحکمة تعمر فی قلب المتواضع و لا تعمر فی قلب المتکبر الجبار!“ جس طریقے سے زراعت نرم زمین میں ہوتی ہے نہ کہ سخت زمین میں، اسی طرح سے علم و حکمت متواضع انسان کے دل میں پروان چڑھتے ہیں نہ کہ متکبر و جبار کے۔
- **المؤمن مثل کفتی المیزان کلما زید فی ایمانہ زید فی بلائہ** ”مومن ترازو کے دو پلڑوں کے مانند ہے جتنا ایمان میں اضافہ ہو گا اتنا بلا و مصیبت میں بھی اضافہ ہو گا۔
- **المصیبة للصابر واحدة و للجازع اثنتان** صبر کرنے والوں کے لئے ایک مصیبت ہے لیکن جزع و فزع کرنے والوں کے لئے دو مصیبتیں ہیں۔

[1] - (اصول کافی، ج 1 ص 477۔

[2] - (اصول کافی، ج 1 ص 385، حدیث 1، باب موالید ائمه و المحاسن ص 314۔

[3] - 129 ہجری بھی نقل ہوا ہے کافی ج 1 ص 476، بحار الانوار ج 48 ص 2، ارشاد مفید ص 269، کشف الغمہ ج 2، ص 212 و اعلام الوری ص 286، و 310،

[4] - مناقب ابن شہر آشوب، ج 2 ص 382، کشف الغمہ، ج 2 ص 212، الارشاد مفید ص 270 و فصول المهمة، ص 214۔

[5] - محاسن برقی، ج 2، ص 314۔

[6] - اصول کافی، ج 1، ص 310.

[7] - ابو عباس أحمد بن محمد بن محمد بن علي ابن حجر الهيتمي؛ الصواعق المحرقة، ج2، ص590-593؛ تحقيق : عبدالرحمن بن عبدالله التركي وكامل محمد الخراط ، مؤسسة الرسالة - بيروت، اول ، 1997م.

[8] - عبد الرحمن بن علي بن محمد أبو الفرج؛ صفة الصفوة؛ تحقيق : محمود فاخوري - د.محمد رواس قلعه جی، دار المعرفة - بيروت ، دوم ، 1399ق - 1979م.

[9] - ذهبی؛ میزان الاعتدال ، ج 4 ، ص 204؛ بيروت ، دار المعرفة ، { بی تا }.

[10] - احمد بن ابی یعقوب ؛ تاریخ الیعقوبی ، ج2 ، ص414 ، قم ، مؤسسه و نشر فرهنگ اهلبيت .

[11] - نقل از مسند الامام کاظم ، ج1، ص 6 . عطاردی ، عزیز الله ، مسند الامام کاظم ، اول ، مشهد ، 1409ق .

[12] - عبد الرحمن بن علي بن محمد أبو الفرج؛ صفة الصفوة؛ تحقيق : محمود فاخوري - د.محمد رواس قلعه جی، دار المعرفة - بيروت ، دوم ، 1399ق - 1979م * عبد الرحمن بن علي بن محمد أبو الفرج؛ صفة الصفوة؛ تحقيق : محمود فاخوري - د.محمد رواس قلعه جی، دار المعرفة - بيروت ، دوم ، 1399ق - 1979م * مجلسی ، محمد باقر؛ زندگانی حضرت امام موسی کاظم علیه السلام (ترجمه جلد یازدهم بحار الانوار) ، ص72؛ ترجمه: موسی خسروی، اسلامیه ، تهران، دوم، 1377ش.